بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد اللہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو دیکھتے ہی دیکھتے پورا عالمِ کفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے درپے ہوگیا۔ مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق کی راہ میں روڑے اٹکانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغی مساعی سے روکنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبر واستقامت اور جرأت وعزیمت کے کوہ گراں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام تر مزاحمتوں اور مخالفتوں کے باوجود دعوتِ حق کو پھیلانے کا مشن جاری رکھا جس کے نتیجے میں جبر واستحصال کے شکار لوگ پہلے اکا دکا اور پھر گروہ در گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ جوں جوں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کی خبریں دشمنان اسلام کو پہنچیں، ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہونے لگیں۔ ان کی آتشِ عداوت کے شعلے اور بھڑک اٹھے اور غلبہ اسلام کی تحریک زور پکڑنے کے ساتھ ساتھ ان کی سفاکیوں اور اذیت رسانیوں کا سلسلہ بھی اپنی انتہاء کو پہنچ گیا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو خاموش کرانے کے لئے کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی مگر ذات خداوندی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظ تھی اور اس کی رحمت قدم قدم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حصار میں لئے ہوئے تھی [1]۔

ہجرت کے بعد مسلمانوں کی نوزائدہ اسلامی ریاست کو داخلی اور خارجی دونوں سطح پر خطرات کا سامنا تھا، داخلی اعتبار سے اسلامی ریاست مدینہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ مدینہ کے وہ یہود تھے جو مسلمانوں کے ازلی دشمن تھے اور اسلامی ریاست کے فروغ اور ترقی سے خائف تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل یثرب کے تمام قبائل مل کر عبداللہ بن ابی کو اپنا سردار بنانے کا فیصلہ کر چکے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کی وجہ سے ان کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اندر ہی اندر پیچ وتاب کھا رہے تھے اور اسلامی ریاست اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو بڑا نقصان پہنچانے کے خواہاں تھے۔

خارجی سطح پر مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے بحفاظت بچ نکلنے پر غیظ وغضب کا شکار تھے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور اس اسلامی ریاست کو کوئی بڑا نقصان پہنچانا چاہتے تھے اسلامی ریاست کے قیام اور مضبوطی سے ان کی شام کے ساتھ ہونے والی تجارت بھی خطرے میں تھی ان وجوہات کی بنا پر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی متعدد تدابیر اختیار کیں۔ جن میں سے ایک یہود مدینہ کو لکھا گیا خط بھی تھا جس میں واضح طور پر دھمکی دی گئی تھی انہوں نے لکھا کہ:

”آپ لوگوں نے ہمارے صاحب کو پناہ دے رکھی ہے، اس لیے ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا تو آپ لوگ اس سے جنگ کیجئے یا اسے (اپنے ہاں سے) نکال دیجئے، یا پھر ہم اپنی پوری قوت کے ساتھ آپ لوگوں پر حملہ کرکے آپ کے سارے جنگ

---

[1] القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، خصائص مصطفیٰ ﷺ، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، طبع اول، ۲۰۰۲ء، ص ۱۶۳

کے قابل مردوں کو قتل کر دیں گے اور آپ کی عورتوں کی عزت برباد کر ڈالیں گے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورتحال کا مکمل ادراک تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خطرات سے نمٹنے کے لئے جو حکمت عملی اختیار کی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک روشن باب ہے خطرے کی صورت حال کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح کے اقدامات کو اختیار کیا۔ متعدد صحابہ کرامؓ خطرے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کا پہرہ دیا کرتے تھے۔ تاکہ کوئی بدبخت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو نقصان نہ پہنچا دے اس سلسلے میں مولانا اعظمی رقمطراز ہیں۔

کفار چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے اور ہر وقت اس تاک میں لگے رہتے تھے کہ اگر ذرا بھی موقع مل جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر ڈالیں۔ بلکہ بارہا قاتلانہ حملہ بھی کر چکے تھے۔ اس لیے کچھ جاں نثار صحابہ کرامؓ باری باری سے راتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف خوابگاہوں اور قیام گاہوں کا شمشیر بکف ہو کر پہرہ دیا کرتے تھے۔[1]

اسی طرح ریاست مدینہ کی حدود کی حفاظت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل اور مستقل گشت کے لیے دستے تشکیل دیے اس کے لیے تیز رفتار گھوڑے اور اونٹ تشکیل کیے جاتے تھے گشت کا سب سے اہم حصہ وہ تجارتی شاہراہ تھی جو مکہ کو شام سے ملاتی تھی مگر مدینہ کے قریب سے گزرتی تھی۔ گشت کے اس نظام میں بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی شریک ہوتے۔ اس سلسلے میں انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ ایک روز مدینہ منورہ میں خطرے کا شور ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی اس کا پتہ چلانے کے لئے گھر سے نکلے۔ صحابہ کرامؓ جب اس صورتِ حال کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری صورتِ حال کا جائزہ لے کر واپس تشریف لا چکے تھے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم زین کے بغیر گھوڑے پر سوار تھے اور تلوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر سے لٹک رہی تھی۔ صحابہؓ کو پریشان حالت میں جمع ہوتے ملاحظہ فرمایا تو فرمایا، گھبراؤ نہیں، میں ادھر سے ہی ہو کر آ رہا ہوں۔[2]

اس کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاسوسی کا ایک مربوط نظام وضع کیا تھا۔ غزوہ بدر کے سلسلے میں آپ کا انٹیلی جنس کا نظام بھرپور طور پر متحرک دکھائی دیتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاسوس شام کے مراکز تک مشرکین مکہ کی سرگرمیوں کی اطلاعات فراہم کر رہے تھے۔

غزوہ بدر ہی کے نازک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو با اعتماد جانثاروں کو شام سے لوٹنے والے تجارتی قافلے کے بارے میں تازہ بہ تازہ معلومات فراہم کرنے پر متعین کیا۔ یہ سب کام بہت تیز رفتاری اور رازداری سے انجام پاتے تھے اور اس ذریعے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثقہ معلومات مل جاتی تھیں۔ ایسے حالات میں موقع کی نزاکت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شورائے خاص اور شورائے عام بھی منعقد کرتے مگر بعض اوقات پوری صورتِ حال کے امیر و ذمہ دار کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقدامات کو صرف اپنے تک محدود رکھتے۔ بسا اوقات یہ بھی ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ افراد کچھ اطلاعات لے کر آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس متبادل ذرائع سے یہ اطلاعات پہلے ہی پہنچ چکی ہوتی تھیں۔ اضافی اطلاعات سے معاملات کی توثیق اور فیصلہ کرنے میں بہت مدد ملتی تھی۔[3]

---

[1] اعظمی، عبدالمصطفی، علامہ، سیرت مصطفی ﷺ، کراچی: مکتبۃ المدینہ فیضان، ۲۷ ستمبر ۲۰۰۸ء، ص ۲۰۵

[2] شاکر، عبدالجبار، پروفیسر، مرقع سیرت، لاہور: کتاب سرائے، ۲۰۱۱ء، ص ۷۹

[3] شاکر، عبدالجبار، پروفیسر، مرقع سیرت، لاہور: کتاب سرائے، ۲۰۱۱ء، ص ۸۰

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو پہرہ داری پر معمور کر کے یہ بات ثابت کی کہ اگر حالات خراب ہوں تو محافظت کے لئے محافظ رکھے جاسکتے ہیں تا کہ دشمن کے ناپاک ارادوں سے بچا جا سکے۔

محافظت کا یہ سلسلہ صحابہ کرامؓ کے دور میں بھی جاری رہا۔اس کے بعد تابعین تبع تابعین میں بھی، بادشاہوں کے ہاں دربانوں کی صورت میں اور علماء و مشائخ کے ہاں خدام کی صورت میں ہم اس تصور کو تسلسل کے ساتھ دیکھتے ہیں۔اس تصور کو ارباب اختیار اقتدار نے بھی اپنایا اور موجودہ دور میں ہم اس تصور کو (Individual Security) انفرادی سیکورٹی (National Security) نیشنل سیکورٹی کی صورت دیکھتے ہیں۔

مقالہ ہذا کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اس کی ترتیب درج ذیل ہے

باب اوّل: محافظت کا تصور اور اس کا تاریخی پسِ منظر

باب دوم: اسلام کا تصورِ محافظت قرآن اور احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں

باب سوم: عہد نبوی ﷺ کا نظام محافظت و پہرہ داری اور عصرِ حاضر میں اطلاقات

پہلے باب کو تین فصلوں، دوسرے باب کو دو فصلوں اور تیسرے باب کو تین فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

مقالہ کے آخر میں خلاصۂ بحث، نتائج، سفارشات اور مصادر و مراجع دیئے گئے ہیں۔

میں نے اپنی بساط کے مطابق کام کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے اچھی طرح اپنی علمی بے بضاعتی کا احساس ہے لہذا اس مقالہ میں موجود تمام کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی کا طلب گار ہوں اور اگر کوئی بہتر نتائج و تحقیق سامنے آئیں تو یہ سب میرے اللہ تعالیٰ کا انعام اور میرے اساتذہ کرام کی کوشش ہے۔

محقق

محمد کاشف

شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ